مرد اور عورت کے سجدے میں فرق کا مسئلہ

مفتی طارق مسعود صاحب کے اعتراضات کے جوابات

جمع وترتیب

حافظ علیم الدین یوسف

ایم.اے. فقہ اسلامی

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق سلفی مدنی

استاد حدیث، دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار (الہند)

مُقدِّمۃ

کچھ عرصہ قبل مفتی طارق مسعود صاحب کی ایک ویڈیو منظر عام پر آئی جس میں موصوف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خواتین کے سجدہ کا طریقہ مردوں سے مختلف ہے.

اس وقت میں نے اس ویڈیو سے اغماض نظر اس لیے کیا تھا کیونکہ اس مسئلے پر حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے کراچی کے ایک مفتی صاحب جامع رد لکھا تھا جو کہ کتابی شکل میں موجود ہے.

مگر چند ایام قبل مفتی طارق صاحب کی ایک دوسری ویڈیو نظر میں آئی جس میں انہوں نے کہا کہ: "چونکہ اہل حدیث علماء اس بات سے واقف ہیں کہ اس مسئلے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے اس لیے ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا".

مفتی صاحب کے اس بیان کے بعد میں نے ایک مختصر سا جوابی رد لکھنے کا عزم کیا جس میں مفتی صاحب کے اعتراضات کے جواب کے ساتھ ساتھ فریقین کے دلائل کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے.

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے اور ہدایت پر قائم رکھے. آمین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بجز چند مسائل کے خواتین کا طریقہ نماز وہی ہے جو مرد حضرات کا ہے. البتہ ان مسائل کی تحدید میں علماء کرام کا اختلاف ہے.

انہی اختلافی مسائل میں سے زیر بحث مسئلہ -کیا خواتین کے سجدے کی کیفیت مردوں سے مختلف ہے؟- بھی ہے.

مسئلہ ہذا میں علماء کرام کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: عورتیں سجدہ کرتے وقت خود کو سمیٹ کر اپنے پیٹ کو ران سے ملا سجدہ کرے گی یعنی وہ مردوں کی طرح سجدہ نہیں کرے گی.

اس قول کے قائل امام ابو حنیفہ[1]، امام مالک[2] امام شافعی[3] اور امام احمد[4] رحمہم اللہ اجمعین ہیں.

دوسرا قول: عورتوں کے سجدہ کرنے کا طریقہ مردوں کی طرح ہے لہذا وہ بھی مردوں کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین سے اوپر اٹھا کر اور اپنے پیٹ کو ران سے الگ رکھ کر سجدہ کریں گی.

یہ قول مذہب مالکیہ میں ایک روایت سے منقول ہے[5] اور اسی کے قائل امام ابن حزم[6] رحمہم اللہ ہیں.

قول اول کے دلائل:

پہلے قول کے قائلین نے بعض احادیث اور چند اقوال صحابہ سے استدلال کیا ہے، ذیل میں ہم ان کے دلائل مختصر سے جائزے کے ساتھ بیان کریں گے.

---

(١) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (١/ ٣٣٩)، اللباب في شرح الكتاب (١/ ٧٠)

(٢) الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (١/ ١٧٩)، الذخيرة للقرافي (٢/ ١٩١-١٩٣)

(٣) الأم للشافعي (١/ ١٣٨)

(٤) مسائل الإمام أحمد رواية أبي داود السجستاني (ص: ٧٥)، الروض المربع شرح زاد المستقنع (ص: ٩٤-٩٥)

(٥) الذخيرة للقرافي (٢/ ١٩١-١٩٣)، شرح ابن ناجي التنوخي على متن الرسالة (١/ ١٦١)، المختصر الفقهي لابن عرفة (١/ ٢٦٥)

(٦) المحلى بالآثار (٣/ ٣٧-٣٨)

پہلی دلیل:

عن يزيد بن أبي حبيب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال: "إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل". [1]

یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر دو عورتوں سے ہوا جو کہ حالت نماز میں تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم دونوں سجدہ کرو تو جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا کر رکھو کیوں کہ عورتیں اس (سجدہ) کے معاملے میں مردوں کی طرح نہیں ہیں.

اس حدیث کی سند کے تعلق سے گفتگو کرتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: "خرجه أبو داود في المراسيل، وهو من أضعف المراسيل". [2]

اسے امام ابو داؤد نے "المراسیل" میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث مرسل کی سب سے ضعیف اقسام میں سے ایک ہے.

---

[1] المراسيل لأبي داود (ص: ١١٧) ٨٧، معرفة السنن والآثار (٣/ ١٤٣)، ٤٠٥٤، السنن الكبرى للبيهقي (٢/ ٣١٥)، ٣٢٠١

[2] المهذب في اختصار السنن الكبير (٢/ ٦٦٢) للذهبي، ٢٨٤٤

اب کوئی حنفی یہ نہ کہے کہ مرسل حدیث ہمارے نزدیک حجت ہے اس لیے ہم اس حدیث سے استدلال کرسکتے ہیں، کیوں کہ احناف کے نزدیک حدیث مرسل کے حجت ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ کسی ایس دلیل کے معارض نہ ہو جو اس سے زیادہ قوی ہو. [١]

جبکہ مذکورہ مرسل حدیث اصل شرعی اور دلائل عامہ کے مخالف ہے نیز علل منصوصہ کے ابطال کو بھی لازم ہے جس کا بیان اگلے صفحات میں آئے گا. ان شاء اللہ

دوسری دلیل:

عن أبي سعيد الخدري، صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: " خير صفوف الرجال الأول، وخير صفوف النساء الصف الآخر " وكان " يأمر الرجال أن يتجافوا في سجودهم، ويأمر النساء ينخفضن في سجودهن، وكان يأمر الرجال أن يفرشوا اليسرى، وينصبوا اليمنى في التشهد، ويأمر النساء أن يتربعن وقال: " يا معشر النساء لا ترفعن أبصاركن في صلاتكن تنظرن إلى عورات الرجال". [٢]

ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کی اگلی صف سب سے بہتر ہے اور عورتوں کی آخری.

---

[١] (شرح مسند أبي حنيفة: ١)

[٢] السنن الكبرى للبيهقي (٢/ ٣١٤)، ٣١٩٨

پھر (ابو سعید الخدری) فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مردوں کو حالت سجدہ میں اپنے بازوؤں کو پھیلانے اور عورتوں کو جھکانے کا حکم دیتے تھے. اور مردوں کو حالت تشہد میں داہنا پاؤں کھڑا کرنے اور بائیں پاؤں کو بچھانے کا حکم دیتے تھے جب کہ عورتوں کو تربیع کا حکم دیتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے خواتین کی جماعت! اپنی نگاہیں حالت نماز میں اوپر نہ اٹھانا ورنہ مردوں کا ستر نظر آسکتا ہے.

اس حدیث کے معا بعد ہی امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "واللفظ الأول واللفظ الآخر من هذا الحديث مشهوران عن النبي صلى الله عليه وسلم وما بينهما منكر والله أعلم".

اس حدیث کا پہلا اور آخری جملہ نبی اکرم ﷺ سے معروف ہے جبکہ درمیان کا جملہ منکر ہے.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں موجود راوی عطاء بن عجلان کے تعلق سے فرمایا کہ: "عطاء تركوه".[1]

عطاء متروک ہے.

[1] المهذب في اختصار السنن الكبير للذهبي: (٢/ ٦٦٢)، ٢٨٤٢

تیسری دلیل:

عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذها الأخرى، وإذا سجدت ألصقت بطنها في فخذيها كأستر ما يكون لها، وإن الله تعالى ينظر إليها ويقول: يا ملائكتي أشهدكم أني قد غفرت لها". [١]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت جب نماز میں حالت جلوس میں ہو تو اپنی دونوں رانیں ایک دوسرے سے مضبوطی سے ملالے اور جب سجدے کی حالت میں ہو تو اپنے پیٹ کو ران سے حد درجہ باپردگی سے ملالے. اللہ رب العالمین ایسی عورت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ: فرشتوں گواہ رہو کہ میں نے اس کی مغفرت فرمادی.

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"قال أبو أحمد: أبو مطيع بين الضعف في أحاديثه، وعامة ما يرويه لا يتابع عليه قال الشيخ رحمه الله: وقد ضعفه يحيى بن معين وغيره". [٢]

ابو احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: احادیث کے بیان کرنے میں ابو مطیع یقینی طور سے ضعیف ہے. اس کی بیان کردہ اکثر روایات کی متابعت نہیں کی جاتی.

---

[١] السنن الكبرى للبيهقي (٢/ ٣١٥)، ٣١٩٩

[٢] السنن الكبرى للبيهقي (٢/ ٣١٥)، ٣٢٠٠

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام یحییٰ ابن معین رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے تعلق سے فرمایا کہ: "الحكم ضعفه ابن معين وغيره".[١]

حکم کو ابن معین اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے.[٢]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ دونوں احادیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "ورواه البيهقي من طريقين موصولين، لكن في كل منهما متروك".[٣]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو دو طرق سے موصولا روایت کیا ہے لیکن ان دونوں میں متروک راوی ہیں.

چوتھی دلیل:

عن علي قال: "إذا سجدت المرأة فلتحتفز، ولتلصق فخذيها ببطنها". [٤]

---

[١] المهذب في اختصار السنن الكبير للذهبي: (٢/ ٦٦٢)، ٢٨٤٣

[٢]

[٣] التلخيص الحبير (٢/ ٦٨٧)

[٤] مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٣/ ١٣٨)، ٥٠٧٢، السنن الكبرى للبيهقي (٢/ ٣١٤)،/ ٣١٩٧، مصنف ابن أبي شيبة (١/ ٢٤١)، ٢٧٧٧

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب عورت سجدہ کرے تو سکڑ جائے اور اپنی ران کو اپنے پیٹ کے ساتھ لگالے.

امام ذہبی اس اثر کی سند کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ: "قلت: الحارث لين". (۱)

حارث نامی راوی ضعیف ہے.

پانچویں دلیل:

عن يزيد بن حبيب، عن بكير بن عبد الله بن الأشج، عن ابن عباس أنه سئل عن صلاة المرأة، فقال: "تجتمع وتحتفز". (۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کے تعلق سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: وہ خود کو جمع کرکے اور سکیڑ کر نماز پڑھے گی.

بکیر بن عبد اللہ الاشج کی سماع حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت نہیں ہے۔

تعلیل سے استدلال:

---

(۱) المهذب في اختصار السنن الكبير (۲/ ٦٦٢) للذهبي، ۲۸٤۱

(۲) مصنف ابن أبي شيبة (۱/ ۲٤۱)، ۲۷۷۸

جن فقہاء نے خواتین کے سمٹ کر نماز پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے وہ اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: چونکہ اس ہیئت میں ان کیلیے زیادہ باپردگی ہے لہذا وہ سمٹ کر نماز پڑھیں گی.

قول ثانی کے دلائل:

دوسرے قول کے قائلین نے بھی احادیث نبویہ اور علل منصوصہ سے استدلال کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "اعتدلوا في السجود، ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب". [1]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: اعتدال کے ساتھ سجدہ کرو اور تم. میں سے کوئی بھی اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے.

---

[1] [(صحيح البخاري: ٥٣٢،٨٢٢)، (صحيح مسلم: ٢٣٣ - (٤٩٣)، (سنن أبي داؤود: ٨٩٧) ، (سنن الترمذي: ٢٧٦)، (سنن النسائي: ١٠٢٨، ١١٠٣، ١١١٠)، (سنن ابن ماجة: ٨٩٢)، (مسند أحمد: ١٢٠٦٦، ١٢١٤٩، ١٢٨١٢، ١٢٨٤٠، ١٣٠٩١)، (صحيح ابن حبان: ١٩٢٦)]

دوسری دلیل:

عن عبد الرحمن بن شبل " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثلاث: عن نقرة الغراب، وافتراش السبع، وأن يوطن الرجل المقام للصلاة كما يوطن البعير ". [1]

عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے تین امور سے منع فرمایا: کوے کی چونچ مارنے سے (یعنی کوے کے چونچ مارنے کی طرح جلدی نماز پڑھنے سے) اور درندے کی طرح بازو پھیلانے سے اور یہ کہ کوئی شخص مسجد اسی طرح اپنی جگہ خاص کرلے جس طرح اونٹ اپنی جگہ خاص کرلیتا ہے.

مذکورہ احادیث سے وجہ استدلال: سجدے میں اعتدال کا ہونا اور جانوروں کی طرح سجدہ کرنے سے اجتناب کرنے کا حکم عمومی ہے اور تخصیص کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے.

لہذا حدیث کے عموم کے مطابق اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں.

احادیث کی تشریح میں محدثین کے اقوال:

حدیث کی شرح میں امام کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) [سنن أبي داؤود: ٨٦٢، سنن النسائي: ١١١٢، سنن ابن ماجة: ١٤٢٩، صحيح ابن حبان: ٢٢٧٧ قال الألباني: حسن لغيره – "المشكاة" (٩٠٢)، "الصحيحة" (١١٦٨)، "صحيح أبي داود" (٨٠٨)، "التعليق الرغيب" (١/ ١٨١)، "التعليق على ابن خزيمة" (١/ ٣٣١)].

المقصود من الاعتدال فيه أن يضع كفيه على الأرض ويرفع مرفقيه عنها وعن جنبيه ويرفع البطن عن الفخذ والحكمة فيه أنه أشبه فى التواضع وأبلغ فى تمكين الجبهة من الأرض وأبعد عن هيئات الكسالى فإن المنبسط يشبه الكلب ويشعر حاله بالتهاون بالصلاة وقلة الاعتناء بها والإقبال عليها. [1]

اعتدال سے مراد یہ ہے کہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر اور کہنیوں کو اس سے اوپر اور اپنے دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے ساتھ ہی پیٹ کو ران سے بھی علیحدہ رکھے.

اس کی حکمت یہ ہے کہ اس ہیئت میں تواضع بھی زیادہ جھلکتا ہے اور پیشانی بھی زمین کے ساتھ مکمل طریقے سے لگی ہوتی ہے اور انسان سستی وکاہلی جیسی مذموم ہیئتوں سے دور نظر آتا ہے۔

اس لیے کہ بازو بچھانے والوں کو کتوں سے تشبیہ دی گئی ہے نیز اس ہیئت میں سستی، نماز سے بے رغبتی اور عدم توجہی جھلکتی ہے.

امام عیاض البستی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "هى صفات الكاسل والمتراخى المتهاون بحاله، مع ما فيها من التشبيه بالسباع والكلاب".

[1] الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري (٤/ ١٨٥)

یہ (بازوں کو بچھا کر نماز پڑھنا) سست اور لاپرواہ لوگوں کی صفات میں سے ہے ساتھ ہی یہ درندوں اور کتوں کے مشابہ صفت ہے.[1]

امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "لعل المراد بالاعتدال هنا وضع هيئة السجود على وفق الأمر".

اس حدیث میں وارد لفظ اعتدال کا مفہوم یہ ہے کہ: سجدہ اسی طرح سے کرنا ہے جس طرح سے شریعت میں وارد ہوا ہے.[2]

آگے فرماتے ہیں کہ: "وقد ذكر الحكم هنا مقروناً بعلته، فإن التشبه بالأشياء الخسيسة مما يناسب تركه في الصلاة–انتهى. والهيئة المنهي عنها أيضاً مشعرة بالتهاون بالصلاة وقلة الاعتناء بها، والإقبال عليها. قيل: وهذا في حق الرجل لا المرأة، فإنها تخالفة في ذلك".

پھر آگے فرمایا کہ: یہاں حکم کو اس کی علت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ رذیل چیزوں سے مشابہ قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ان مور میں سے ہے جنہیں حالت نماز میں ترک کر دینا چاہیئے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "جس ہیئت سے منع کیا گیا ہے اس سے درحقیقت نماز میں سستی وکاہلی اور بے اعتنائی جھلکتی ہے"۔

---

[1] إكمال المعلم بفوائد مسلم (٢/ ٤٠٧)

[2] مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٣/ ٢٠٧)

"یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے جبکہ عورتیں ان کے برعکس خود کو سمیٹ کر نماز پڑھیں گی".[۱]

علامہ آدم الاثیوبی رحمہ اللہ امام ابن المنیر رحمہ اللہ کا قول حدیث مذکور کی شرح میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "وقال ناصر الدين ابن المنَيِّر -رحمه الله- في "الحاشية": الحكمة فيه أن يظهر كل عضو بنفسه، ويتميز، حتى يكون الإنسان الواحد في سجوده كأنه عدد، ومقتضى هذا أن يستقلّ كل عضو بنفسه، ولا يعتمد بعض الأعضاء على بعض في سجوده".[۲]

امام ابن المنیر رحمہ اللہ "الحاشية" میں فرماتے ہیں کہ: اس ہیئت کے ساتھ سجدہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ تمام اعضاء ایک دوسرے سے الگ الگ اور بالکل ظاہر ہوتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ایک نہیں بلکہ متعدد اشخاص سجدہ ریز ہیں. لہذا اس سے یہی لازم آتا ہے کہ تمام اعضاء الگ الگ نمایاں اور ظاہر ہو ایک کو دوسرے کے اوپر نہ رکھا جائے.

علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں امام ابن العربی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "قال القاضي أبو بكر بن العربي في " عارضة الأحوذي " (۲/۷۵ - ۷٦):

"أراد به كون السجود عدلاً باستواء الاعتماد على الرجلين، والركبتين، واليدين، والوجه، ولا يأخذ عضو من الاعتدال أكثر من الآخر. وبهذا يكون ممتثلاً لقوله: " أمرت بالسجود على

---

[۱] مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۳/ ۲۰۷)

[۲] ذخيرة العقبى في شرح المجتبى (۱۳/ ۳۲۳)

سبعة أعظم ". وإذا فرش ذراعيه فَرْشَ الكلب؛ كان الاعتماد عليهما دون الوجه؛ فيسقط فرض الوجه ". انتهى.

قلت: وهذا المعنى قد جاء منصوصاً عليه في حديث ابن عمر الآتي في الأصل: "فإنك إذا فعلت ذلك؛ سجد كل عضو منك معك". [١]

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قاضی ابو بکر بن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ سجدہ بایں طور معتدل ہو کہ دونوں پاؤں، گھٹنے، دونوں ہاتھ اور چہرہ یکساں طور سے زمین کے ساتھ لگے ہوں کسی ایک عضو پر دوسرے کے بالمقابل زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے ایسا کرنے سے ہی نبی اکرم ﷺ کے اس قول پر عمل ہو پائے گا کہ: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے. اور جب کوئی اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح طرح بچھاتا ہے تو اس کے سجدے کا دار و مدار اس کے بازوؤں پر ہوتا ہے نہ کہ اس کے چہرے پر. اور ایسی صورت میں چہرے کا فرض ادا نہیں ہو پائے گا.

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ علت کا ذکر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اصل. میں مذکور حدیث میں بھی آیا ہے: "کیوں کہ جب تم اس طرح سے سجدہ کروگے تو تمہارے جسم کا ایک ایک عضو تمہارے ساتھ سجدہ کرے گا.

---

[١] أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم (٢/ ٧٥٥)

تیسری دلیل:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تبسط ذراعيك كبسط السبع، وادعم على راحتيك، وتجاف عن ضبعيك، فإنك إذا فعلت ذلك سجد كل عضو منك". (١)

اپنے بازو درندوں کی طرح نہ پھیلاؤ اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو مضبوطی سے ٹکالو اور اپنے پہلوؤں کو الگ رکھو کیونکہ جب تم اس طرح سے سجدہ کروگے تو تمہارے جسم کا ایک ایک عضو سجدہ کرے گا.

چوتھی دلیل:

عن عائشة قالت: ....."وكان ينهى أن يفرش أحدنا ذراعيه افتراش السبع". (٢)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس بات سے منع کرتے تھے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنے بازوں کو درندوں کی طرح سے پھیلائے

---

(١) [صحيح ابن حبان: ١٩١٤، صحيح ابن خزيمة: ٦٤٥، المستدرك: ٨٢٧، وحسنه الألباني في صحيح ابن خزيمة و صَحِيح الجَامِع: ٦٦٥، والإرواء تحت حديث: ٣٧٢]

(٢) صحيح مسلم: ٢٤٠ - (٤٩٨)، صحيح ابن حبان - محققا (٥/ ٦٥)، المسند المستخرج على صحيح مسلم لأبي نعيم (٢/ ١٠٧)

تنبیہ: واضح ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ایک روایت میں لفظ "رجل" وارد ہوا ہے جس سے بعض علماء نے ءہ استدلال کیا ہے کہ یہ حکم صرف مردوں کے کیلیے خاص ہے اور عورتیں اس سے مستثنٰی ہیں.

پہلی بات یہ کہ اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے متابعت میں بیان کی ہے اور بقول ان کے متابعت میں بیان کی گئی روایت میں کسی قسم کا ضعف بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ اس روایت کے اندر ہے، چنانچہ اس حدیث کی سند کے مثل ایک سند کے متعلق امام ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لكنه مرسل فإنه من رواية أبي الجوزاء، عن عائشة". [1]

لیکن یہ مرسل ہے کیونکہ اس کی روایت ابو الجوزاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی سند کے تعلق سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "أخرجه مسلم, وله علة".[2]

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور اس کے اندر علت پائی جاتی ہے.

---

[1] البدر المنير (٣/ ٥٣٣)

[2] بلوغ المرام من أدلة الأحكام (ص: ٨٠)

اور اس علت کے سلسلے میں وضاحت کرتے ہوئے "التلخیص الحبیر" میں فرماتے ہیں کہ: "وهو عنده من رواية أبي الجوزاء عنها وقال ابن عبد البر هو مرسل لم يسمع أبو الجوزاء منها".[١]

اسے ابو الجوزاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، ابن عبد البر اس جے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ یہ مرسل روایت ہے کیونکہ ابو الجوزاء کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اسی سند کے متعلق ایک دوسرے مقام پر یوں رقمطراز ہیں کہ: "ورجال إسناده ثقات لكن فيه انقطاع".[٢]

اس حدیث کی سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں البتہ یہ منقطع ہے.

علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ: "والحديث مع كونه في " صحيح مسلم "؛ فقد أُعِلَّ بالانقطاع.[٣]

باوجودیکہ یہ صحیح مسلم کی حدیث مگر انقطاع کی وجہ سے اسے معلول سمجھا گیا ہے.

---

[١] التلخيص الحبير ط العلمية (١/ ٥٣٧)

[٢] التلخيص الحبير ط العلمية (١/ ٥٥٩)

[٣] أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم (١/ ١٧٧)

اس کے بعد علامہ البانی رحمہ اللہ نے پہلے حافظ ابن حجر پھر امام عبد البر رحمہا اللہ کے اقوال کو ذکر کیا ہے.

پھر آگے فرمایا کہ: "وقد أشار إلى ذلك البخاري في ترجمة أبي الجوزاء؛ فقال: " في إسناده نظر ". قال الحافظ في " التهذيب ": "يريد أنه لم يسمع من مثل ابن مسعود وعائشة وغيرهما، لا أنه ضعيف عنده". [۱]

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ابو الجوزاء کے ترجمک میں اس (انقطاع) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ روای محل نظر ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "التھذیب" میں اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ ابو الجوزاء نے ابن مسعود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے نہیں سنا ہے، یہ مراز نہیں ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے.

بعد ازیں علامہ البانی رحمہ اللہ نے ایک سند ذکر کی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابو الجوزاء نے ایک واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے. اور اس سند پر راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف کا حکم لگایا ہے جبکہ اس روایت کو متابعت کی وجہ سے صحیح بتایا ہے. [۲]

---

[۱] أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم (۱/ ۱۷۸)

[۲] أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم (۱/ ۱۷۸)، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل (۲/ ۲۱)

دوسری بات یہ کہ مذکورہ بالا روایات میں تین طرح کے الفاظ وارد ہوئے ہیں:

"ولا يبسط أحدكم......"

"نهى أن يفترش أحدنا........."

"نهى أن يفترش الرجل........"

پہلی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کہ بقیہ دونوں روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بطریق ابو الجوزاء مروی ہے.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث مکمل طور سے صحیح ہے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے منقول روایت کی سند پر محدثین کرام نے انقطاع کا حکم لگایا ہے اور چونکہ اس حدیث پر صحیح کا حکم، اس معنی کی دوسری صحیح حدیث کی وجہ سے لگا ہے لہذا اس کے صرف وہی الفاظ قابل حجت ہونگے جو صحیح حدیث سے مطابقت رکھتے ہوں. اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی حدیث کا جو لفظ صحیح حدیث کے موافق ہے وہ احدنا والا لفظ ہے۔ لہذا اس لفظ کے علاوہ دوسرے لفظ سے استدلال درست نہ ہوگا۔

چوتھی دلیل:

نبی اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: "إنما النساء شقائق الرجال". [1]

---

[1] سنن أبي داود (١/ ٦١): (٢٣٦)

عورتیں مردوں کی مانند ہیں.

امام خطابی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وفيه من الفقه إثبات القياس والحاق حكم النظير بالنظير وأن الخطاب إذا ورد بلفظ الذكور كان خطابا بالنساء إلا مواضع الخصوص التي قامت أدلة التخصيص فيها". [۱]

اس حدیث کی فقہ میں سے قیاس کا اثبات اور ہم مثل اشیاء میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ (حکم میں) ملانا (شرعا درست) ہے. اور یہ کہ جب حکم شرعی میں مردوں کو مخاطب کیا گیا ہو تو اس میں عورتیں بھی داخل ہیں سوائے ان مسائل کے جن میں دلیل خاص کے ذریعے ان کی تخصیص کر دی گئی ہو.

علت منصوصہ کے ذریعہ استدلال:

اس قول کے قائل علماء نے دو علت منصوصہ سے بھی استدلال کیا ہے:

پہلی علت: جانوروں کی مشابہت سے اجتناب.

یہ علت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی مذکور ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس طرح اپنے بازوؤں کو نہ بچھائے جس طرح کتے (درندے) بچھاتے ہیں.

مذکورہ تعلیل ابن دقیق رحمہ اللہ سے منقول ہے جس کا تذکرہ چند صفحات قبل گزر چکا ہے۔

---

[۱] معالم السنن (۱/ ۷۹)

علت مذکورہ سے وجہ استدلال: چونکہ جانوروں سے مشابہت ایک مذموم امر ہے جس سے اجتناب کرنا امت کے تمام افراد خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہر ایک سے مطلوب ہے۔ لہٰذا مذکورہ علت میں مرد اور عورت دونوں داخل ہیں۔

دوسری علت: بازوؤں کو زمین سے اور پیٹ کو ران سے الگ رکھ کر سجدہ کرنے سے انسان کے جسم کے تمام اعضاء سجدہ کرتے ہیں. جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم اس طرح سجدہ کروگے (یعنی بازوؤں کو زمین سے اوپر اور پیٹ کو ران سے الگ کر کے سجدہ کروگے) تو تمہارے جسم کے تمام اعضاء سجدہ کریں گے.

وجہ استدلال: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ خبر دی کہ اللہ رب العالمین نے انہیں سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور نبی اکرم ﷺ کی مذکورہ حدیث کے مطابق تمام اعضاء کے الگ الگ سجدہ ریز ہونے کیلیے ضروری ہے کہ بازوؤں کو زمین سے اوپر اٹھا کر رکھنا ہوگا اور پیٹ کو ران سے الگ کر کے رکھنا ہوگا.

لہذا اس علت کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ خواتین بھی اپنے بازوؤں کو زمین سے اور پیٹ کو ران سے الگ رکھیں گی تاکہ ان کے بھی تمام اعضاء سجدہ ریز ہو سکیں.

حدیث نبوی کے اس جملہ کے علت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان علت کے لئے فان کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے بارے میں امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:"فإن انضم إلى "إن" حرف الفاء فهو آكد". [1]

اگر "فإن" کے لفظ کے ذریعے (تعلیل بیان کی جائے) تو یہ تعلیل کی بڑی موکد اقسام میں سے ایک ہے۔

مفتی طارق مسعود صاحب کے اعتراضات اور ان کے جوابات:

مفتی طارق مسعود صاحب نے اس مسئلے کو اجماعی اور تعامل امت سے ثابت شدہ مسئلہ کہا ہے.

جواب: مفتی صاحب نے یہ واضح نہیں کیا کہ اس مسئلے میں اجماع وارد ہوا ہے یا تعامل امت یا پھر وہ تعامل امت سے اجماع مراد لے رہے ہیں؟؟

نیز یہ کہ تعامل امت سے پوری امت کا متفقہ عمل مراد ہے یا پھر ایک طبقہ کا، اگر ایک طبقہ کا عمل مراد ہے یہ حجت نہیں بن سکتا اور اگر پوری امت کا اجماع مراد ہے تو یقیناً یہ اجماع کی ایک قسم ہے. مگر پھر اس کے بعد ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ مسئلہ میں اس نوعیت کا اجماع تھا ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی اس اجماع کو بطورِ دلیل ذکر کیوں نہیں کیا؟؟

---

[1] روضة الناظر: ۵۷۷/۲

سوال کا پیدا ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ کہ اس نوعیت کا اجماع تو دلیل قطعی میں شمار کیا جاتا ہے، پھر ائمہ اربعہ نے دلیل قطعی کو چھوڑ کر علت مستنبطہ سے استدلال کرنے پر اکتفا کیوں کیا؟؟

نیز یہ ان کتابوں میں سے کسی ایک میں تو ضرور ہو گا جو اجماع کو ذکر کرنے کا اہتمام کرتے ہیں. کوئی ایک حوالہ ہی فراہم کر دیں.

اور جہاں تک ائمہ اربعہ کے مذہب کا معاملہ ہے تو اولا ائمہ اربعہ حجت اور دلیل نہیں ہیں، حجت اور دلیل صرف اور صرف قرآن وحدیث کے نصوص یا پھر اجماع اور اقوال صحابہ ہیں.

لہذا نصوص عامہ صریحہ کے مقابلے میں اقوال علماء پیش کرنا علمی اور شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے.

مفتی صاحب کا کہنا کہ: چاروں ائمہ کی کتابوں میں ہے کہ عورت سمٹ کر پڑھے گی اور عدم تفریق کا مسئلہ نیا ہے.

جواب: میں نے چند صفحات پیشتر ذکر کیا کہ مذہب مالکیہ کا ایک قول اسی عدم تفریق کا ہے اور اسی کی صراحت امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی کی ہے.

نیز غور طلب امر یہ بھی ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فقہاء کے اس قول کو "کہ عورت سمٹ کر نماز پڑھے گی" صیغہ تمریض کے ساتھ ذکر کیا جو اس امر کی دلیل ہے کہ وہ اس قول کو مرجوح مانتے ہیں.

لہذا مسئلہ ھذا پر اجماع کا دعویٰ کرنا علمی امانت کے خلاف ہے.

مفتی صاحب نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کردہ اثر "ام الدرداء رحمہا اللہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں" کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: "اس کا مطلب یہ ہے ان کے علاوہ دوسری عورتیں مردوں کی طرح نہیں بیٹھتی تھیں".

جواب: مفتی صاحب نے یہاں مفہومِ مخالف سے استدلال کیا ہے اور یقینا انہیں یہ معلوم ہوگا کہ احناف کے نزدیک مفہومِ مخالف حجت نہیں ہے، لہذا مفتی صاحب کیلیے روا نہیں کہ وہ اپنے مذہب کے اصول کی مخالفت کریں. [1]

مفتی صاحب نے حج کے بعض مسائل ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کو کوشش کی ہے جس طرح اُن مسائل میں عورتوں کا طریقہ مردوں سے الگ ہے اسی طرح سجدے کی ہیئت میں بھی.

مفتی صاحب کے بقول جس طرح خواتین کے بارے میں دوران طواف رمل کرنے، دوران سعی دوڑنے اور با آواز بلند تلبیہ پڑھنے سے ممانعت کے سلسلے میں کوئی بھی حدیث وارد نہ ہونے کے باوجود بھی علما انہیں ان امور سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ عورت ہے اس لئے یہ امور اس کے لئے مناسب نہیں ہے بالکل اسی طرح سجدے کی ہیئت میں بھی عورتوں کا مردوں کی طرح سجدہ کرنا عورت پن کے خلاف ہے لہذا وہ مردوں کی مخالفت کریں گی۔

---

[1] (التقرير والتحبير: ١/١١٧) (فتح القدير للكمال ابن الهمام: ١٧١/٨).

جواب: بڑی عجیب بات ہے کہ مفتی صاحب نے وہاں تو اجماع سے دلیل لی جہاں اجماع کا وجود ہی نہیں مگر جس مسئلے میں اجماع پایا جاتا ہے وہاں اس کا ذکر تک نہیں کیا اور صرف حدیث طلب کر کے بات ختم کر دی.

جبکہ ذرا پہلے انہوں نے خود عوام کو یہ سمجھایا کہ ہر مسئلے میں واضح نص کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اجماع بھی ایک دلیل ہے، مگر یہاں اس اجماع کا ذکر تک نہیں کیا.

محترم قارئین! خواتین کا رمل نہ کرنا، دوران سعی دوڑ نہ لگانا اور تلبیہ پست آواز سے پڑھنا یہ تمام امت کے اجماعی مسائل ہیں جن کی مخالفت قطعا روا اور جائز نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان مسائل میں خواتین کو مردوں سے الگ سمجھتے ہیں.

چنانچہ ابن منذر رحمہ اللہ نے خواتین کے رمل نہ کرنے اور صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کی ممانعت پر اجماع نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ: "وأجمعوا ألا رمل على النساء حول البيت ولا في السعي بين الصفا والمروة". [1]

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں پر طواف کعبہ کے دوران رمل کرنا نہیں ہے اور نہ ہی ان ہر صفا ومروہ کے درمیان کا دوڑ لگانا ہے.

---

[1] (الإجماع لابن المنذر: ١/٥٥، رقم المسألة: ١٦٩)، (التمهيد: ٢/٧٨)، (شرح صحيح البخاري لابن بطال: ٤/٢٨٨)

اس اجماع کو ابن عبد البر اور ابن بطال رحمہا اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

نیز اس مسئلے میں صحابہ کرام کے اقوال بھی موجود ہیں جو کہ ان کے دمیان منتشر اور غیر مختلف فیہ تھے۔ اور جب کسی صحابی کا کسی مسئلے میں کوئی قول معروف ومشہور ہو اور اس کا کوئی مخالف بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں بالاجماع قول صحابی حجت ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ مسئلہ میں ہے۔[١]

چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "ليس على النساء رمل بالبيت، ولا بين الصفا والمروة". [٢]

طواف کعبہ کے دوران عورتوں پر رمل نہیں ہے اور ناہی صفا اور مروہ کے درمیان کی دوڑ ہے.

---

(١) (مسئلے کی تفصیل کے لئے دیکھیں: (أصول السرخسي: ٤/١٠٥-١١٤) (مسلم الثبوت وشرحه: ٢/١٨٨) (التقرير والتحبير: ٢/٣١٠) (إعلام الموقعين: ٣/٣٨١) (الخراج: ٨٣) (مالك لأبي زهرة: ٣٠٨-٣١٨) (إعلام الموقعين: ٣/٣٧٩-٣٨١) (الشافعي لأبي زهرة: ٣٠١-٣١١) (إجمال الإصابة في أقوال الصحابة: ٤٢-٤١، ٤٥-٤٤).

(٢) (سنن الدارقطني (٣/ ٣٦٥)، ٢٧٦٦) (السنن الكبرى للبيهقي: ٩/٥٦٣، رقم الحديث: ٩٣٥٨)، (الشافعي في الأم: ٢/١٩٢)، (وأبو داؤود في مسائل أحمد: ١١٤)، ، (مصنف ابن أبي شيبة: ٣/١٥٠، رقم الحديث: ١٢٩٥٢)، (معرفة السنن والآثار: ٧/٢٢٩، رقم الحديث: ٩٨٩٤)، (ما صح من آثار الصحابة في الفقه: ٢/ ٨٠٧)

ہشام ابن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواتین کی جماعت کو مخاطب کر کے کہا کہ: "يا معشر النساء ليس عليكن رمل بالبيت لكن فينا أسوة". [١]

اے عورتوں کی جماعت! تمہارے اوپر طواف کعبہ کے دوران رمل نہیں ہے، تمہارے لیے ہمارے عمل میں نمونہ ہے.

خواتین کا دھیمی آواز سے تلبیہ پڑھنے سے متعلق امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "وأجمع أهل العلم أن السنة في المرأة أن لا ترفع صوتها وإنما عليها أن تسمع نفسها فخرجت من جملة ظاهر الحديث وخصت بذلك وبقي الحديث في الرجال". [٢]

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت کیلیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی آواز (تلبیہ میں) اتنی پست رکھے گی کہ صرف اسے ہی سنائی دے. لہذا عورت اس حدیث کے عموم میں داخل نہیں ہو گی کیونکہ اجماع نے اس کی تخصیص کر دی ہے. البتہ حدیث مردوں کے سلسلے میں عام ہے.

رہا مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ عبادت میں عورت کا عورت پن جھلکنا چاہیے کیونکہ وہ عورت ہے.

---

[١] السنن الكبرى للبيهقي (٥/ ١٣٧)٩٢٨٧، مصنف ابن أبي شيبة (٣/ ١٥٠): ١٢٩٥١، معرفة السنن والآثار (٧/ ٢٢٩): ٩٨٩٦)- یہ اثر تین مختلف طرق سے مروی ہے اور اس کی سند حسن ہے- (ما صح من آثار الصحابة في الفقه: ٢/ ٨٠٧)

[٢] الاستذكار (٤/ ٥٧)، التمهيد: ٢٤٢/١٧

توجواباً عرض ہے کہ عورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک مسلمان بھی ہے لہذا مسلمان ہونے کے ناطے اس سے یہ بھی مطلوب ہے کہ دلائل شرعیہ کے مطابق اپنے اعمال انجام دے نہ یہ کہ عورت ہونے کی وجہ سے وہ دلائل شرعیہ کی پابندی سے آزاد ہے.

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جن امور میں عورت کا عورت پن جھلکنا چاہیے شریعت نے ان تمام کو دلائل خاص کے ذریعے بیان کر دیا ہے.

کہیں ایسا نہ ہو کہ عورتوں کیلیے بلا دلیل نئے احکامات گھڑنا شریعت سازی کے زمرے میں آجائے.

ترجیح

اس مسئلہ میں راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے سجدے کا طریقہ وہی ہے جو مرد حضرات کا ہے.

اسباب ترجیح:

۱. شریعت کا مسلم قاعدہ ہے کہ حکم شرعی اگر مذکر کے صیغے کے ساتھ وارد ہوا ہے تو اس میں خواتین بھی داخل ہوتی ہیں لہذا انہیں اس حکم سے مستثنٰی کرنے کیلیے دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے اور تخصیص یا تو قرآن وحدیث کے ذریعہ ہوتی ہے یا پھر اجماع سے.

اور مسئلہ ہذا میں خواتین کے سجدے کی کیفیت کے الگ ہونے کی کوئی خاص دلیل صحیح سند

سے منقول نہیں ہے.

۲. پہلے قول کے قائلین کے تمام دلائل باعتبار سند ضعیف ہیں لہذا وہ حجت نہیں بن سکتے جب کہ

دوسرے قول کے قائلین نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ سب یا تو صحیح یا پھر حسن درجہ

کی ہیں.

۳. جس علت کی بنیاد پر پہلے قول کے قائلین نے عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق کیا ہے وہ

علت مستنبطہ ہے جبکہ وہ علماء جو عدم تفریق کے قائل ہیں ان کی علت علت منصوصہ ہے. لہذا

یہاں حکم کی بنیاد علت منصوصہ پر رکھی جائے گی.

کیوں کہ جب نبی اکرم ﷺ خود کسی حکم کی ایک علت بیان کریں تو اس مقابلے میں علماء کی بیان

کردہ علت کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے.

۴. شریعت نے اپنے ماننے والوں کو جانوروں کی مشابہت سے عموماً اور عبادات میں خصوصاً بلا

تفریق مرد وزن منع فرمایا ہے.

لہذا یہ کہنا کسی بھی طور سے مناسب نہیں کہ عورتیں مردوں کی مخالفت کریں اور جانوروں کی

موافقت.

۵. حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں وارد لفظ "كان ينهى أن يفترش أحدنا..." یعنی ہم میں سے ہر ایک کو نبی اکرم ﷺ نے بازوؤں کے بچھانے سے منع کیا، اس بات کی دلیل ہے کہ اس حکم میں مرد اور عورت سبھی داخل ہیں کیونکہ دونوں صحابی نے بلا کسی استثناء کہا کہ: "ہم میں سے ہر ایک کو منع کیا" حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہاں بھی خواتین کو مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ ممانعت میں اپنی ذات کو بھی شامل کیا.

٦. مفتی صاحب نے عورتوں کے سجدے کی ہیئت کی تفریق کیلیے حج کے جن مسائل کا سہارا لیا ان تمام مسائل میں عورتوں کیلیے دلیل خاص موجود ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے.

البتہ مسئلہ ہذا میں ایسی کوئی دلیل نہیں جو عورتوں کو شریعت کے عمومی حکم سے الگ کرے اور اصولی قاعدہ ہے کہ جب تک دلیل خاص وارد نہ ہو تب تک عام کی تخصیص جائز نہیں.